مؤمنوں کیلئے قربانی کا وقت

از
سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ هُوَالنَّاصِرُ

مؤمنوں کیلئے قربانی کا وقت

من انصاری الی اللہ

اللہ تعالیٰ کی سنّت اپنے بندوں کے متعلق اے برادران جماعت احمدیہ! اللہ تعالیٰ کی سنّت ہے کہ وہ اپنے بندوں کو پہلے ابتلاؤں کے دریاؤں میں سے گزارتا ہے تب جاکر انہیں اپنے قرب سے مشرف کرتا ہے۔ چنانچہ کوئی نبی ایسا نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی جماعت کو سخت سے سخت ابتلاء میں ڈال کر اس کا امتحان نہ لیا ہو یا مصائب کی بھٹی میں ڈال کر اسے صاف نہ کیا ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کے بندوں نے اپنے خون سے یا اپنے مال یا وطن کی یا عزیز و اقارب کی قربانی سے اپنے صدق پر مُہرلگائی تبھی جاکر وہ خدا تعالیٰ کے مقبول ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حضور میں انہیں عزت بخشی۔

دو طرح کی قربانیاں ہاں اس کی سنت کے مطابق یہ قربانیاں شروع سے دو طرح کی چلی آئی ہیں۔ ایک وہ جو پے در پے اور متواتر اور تمام اقسام کی ہوتی تھیں اور ایک وہ جو آہستگی سے لیکن لمبے عرصہ تک دینی پڑتی تھیں۔ مقصد دونوں قسم کی قربانیوں کا ایک ہی تھا گو طریق مختلف تھا۔ اس امت میں بھی ضرور تھا کہ دونوں قسم کی قربانیاں ہوں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کی قربانیاں چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئے اور آپ کو اور آپ کے صحابہؓ کو شدید قربانیاں جو تمام قسم کی قربانیوں پر مشتمل تھیں اور جو اپنی نظیر آپ ہی تھیں،

ایک نہایت قلیل عرصہ میں ادا کرنی پڑیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ان قربانیوں کے مطابق اپنے فضل بھی اعلیٰ درجہ کے اور غیر معمولی ایک نہایت قلیل عرصہ میں نازل کئے جن کو دیکھ کر دنیا اب تک انگشت بدنداں ہے۔

ایک بے کس یتیم زبردست بادشاہ بن گیا

ایک یتیم بچہ جس کو گاؤں کی کوئی غریب دایہ بھی قبول کرنے کو تیار نہ تھی۔ جس کی ساری پونجی ایک اونٹ تھا اور وہ بھی اس کی بلوغت سے پہلے نہ معلوم کس طرح اِدھر اُدھر ہو گیا تھا۔ جس نے چالیس سال کی عمر تک گوشۂ تنہائی میں گزارے تھے۔ جو نہ پڑھنا جانتا تھا نہ لکھنا اور جس نے جب اپنی ماموریت کا اعلان کیا تو سب سے زیادہ اس کے عزیز رشتہ دار ہی اس کے مخالف ہو گئے تھے۔ جس کے وطن کا ہر فرد اس کے خون کا پیاسا تھا۔ جو کُچلا گیا، پِیسا گیا اور دُکھ دیا گیا۔ اور جس کے مٹانے کے لئے اپنے اور بیگانے سب جمع ہو گئے اور گویا بڑوں اور چھوٹوں نے متحدہ طور پر اسے مٹانے کا تہیہ کر لیا۔ جسے رات کی تاریکی میں اپنے وطن کو صرف ایک ساتھی کے ساتھ خیرباد کہہ کر ایک اجنبی بستی میں جہاں اس کے دوستوں کی تعداد سَو سوا سَو آدمی سے زائد نہ تھی جانا پڑا، ہاں وہی شخص صرف سات سال کے عرصہ میں ایک زبردست بادشاہ ہو گیا۔ جس نے نہ صرف عرب کے مختلف قبائل کو جمع کر دیا بلکہ عرب کے باہر بھی اس کی حکومت کا دامن وسیع ہو گیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ جو پہلے اس کے خون کے پیاسے تھے ان کے دلوں پر اسے ایسی حکومت عطا ہوئی کہ وہ اپنی جانیں اور اپنے مال سب ہی کچھ اس پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانی

یہ تو وہ قربانی تھی جسے شدت کے ساتھ اور تھوڑے عرصہ میں ادا کرنا پڑا اور تھوڑے ہی وقت میں خدا تعالیٰ نے اس کا بدلہ بھی دے دیا۔ یہ قربانی بھی آنکھوں کو خیرہ کرنے والی تھی اور اس کا ثمر بھی آنکھوں کو چُندھیا دینے والا تھا لیکن ابھی اسلام نے دوسری قربانی پیش کرنی تھی۔ ایک دکھے ہوئے دل کی قربانی، ایک خاموش زبان کی قربانی، اس آہ کی قربانی جو لبوں سے نکلنے سے پہلے ہی دبا دی جاتی ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چُنا ہوا تھا۔ ازل سے یہی مقدر تھا کہ آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے وہ قربانیاں دلوائے جو آہستگی سے لیکن ایک لمبے عرصہ تک دلوائی جاتی ہیں۔

ازلی تقدیر کا منشاء

پس ممکن ہی نہیں کہ بغیر ان قربانیوں کے ہماری جماعت ترقی کر سکے کیونکہ اگر ترقی مل جائے تو قربانی کا موقع باقی نہیں رہ سکتا اور ایک ازلی تقدیر پوری ہوئے بغیر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ[1] کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف اس قدر کہہ دیں کہ وہ ایمان لے آئے ہیں اور اتنا کہنے پر اللہ تعالیٰ انہیں بغیر ابتلاؤں میں ڈالنے کے چھوڑ دے اور مقدر ترقیات دے دے یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ انہیں وہ قربانیاں جو ترقیات کیلئے ضروری ہیں، ضرور دینی پڑیں گی اور تب جا کر انہیں کامیابی ہوگی۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کی نوعیت یہ بیان فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ[2] ہم ضرور تم کو کسی قدر خوف اور بھوک اور اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ سے آزمائیں گے اور اے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو ان لوگوں کو جو ان ابتلاؤں کے اوقات میں اپنے راستہ سے ہٹیں نہیں اور مضبوطی سے دین کی راہ میں قربانیاں کرتے چلے جائیں ہماری طرف سے بشارت اور خوشخبری پہنچا دے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سب ترقیات قربانیوں سے وابستہ ہیں

ان آیات سے ظاہر ہے کہ سب ترقیات خواہ روحانی ہوں یا جسمانی، قربانیوں کے ساتھ وابستہ ہیں اور قربانیاں بھی وہ جو عام طور پر لوگوں کو متزلزل کر دیتی ہیں۔ پس جب تک اس حد تک ہماری جماعت کی قربانیاں نہ پہنچیں حقیقی ترقیات نہیں ہو سکتیں اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی تھی ضرور ہے کہ ایسے سامان پیدا ہوں جن کی امداد سے ہماری جماعت کو ہر قسم کی قربانیاں کرنی پڑیں۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ چند سال سے ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں اور مجھے نظر آتا ہے کہ ہماری جماعت کو مالی قربانیاں ایسی حد تک کرنی پڑیں گی جو واقع میں دل کی طہارت اور روح کی ترقی کا موجب ہو سکیں۔

دنیا کی مالی حالت کی خرابی

تین سال سے متواتر دنیا کی مالی حالت خراب ہو رہی ہے اور سلسلہ کے کاموں کی زیر باری بھی لازماً بڑھ رہی ہے اور آئندہ اور بھی بڑھنے کا ڈر ہے کیونکہ ماہرین اقتصادیات کا اندازہ ہے کہ چار پانچ سال تک دنیا کا

چیزیں اُدھار خریدیں اور ان کی رقم ادا نہیں کی اور کچھ سلسلہ کے کارکنوں کا ہے جن کو قریباً چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی۔ اور مختلف مدّات کا قرض نہیں جیسا کہ بعض دوستوں کا خیال ہے۔ اس سال زمینداروں کی آمد کم ہونے کے سبب سے آمد اور بھی کم ہو رہی ہے اور شاید سال کے آخر تک یہ قرض ایک لاکھ روپیہ تک پہنچ جائے اور اس صورت میں یہ یقینی امر ہے کہ سلسلہ کا سب کام رک جائے گا اور ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک بہت بڑی جوابدہی کے نیچے آجائے گی اور بجائے ثواب کے خدانخواستہ عذاب کی مستحق بن جائے گی۔

ایک ماہ کی آمد دو

پس ان حالات کو دیکھتے ہوئے اور آئندہ خطرات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارا اہم فرض ہے کہ اس سال اس قرض کو ادا کر دیں تا کہ آئندہ اس کی ادائیگی ناممکن نہ ہو جائے اور اس کے لئے میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اس سال پھر جماعت کے تمام افراد اپنی ایک ماہ کی آمد سلسلہ کی ضروریات کے لئے دے دیں اور وہ اس طرح کہ ۱/۳ اپنی آمد کا ستمبر، اکتوبر اور نومبر میں ادا کر دیں اور جو ہندوستان سے باہر کے دوست ہیں وہ اکتوبر سے دسمبر تک اس رقم کو ادا کر دیں۔

ایک رعایت

اس سے پہلے بھی ایک دو موقعوں پر احباب سے ایک ماہ کی تنخواہ کا مطالبہ کیا گیا ہے لیکن اس دفعہ میں ایک اور رعایت بھی کرتا ہوں اور وہ یہ کہ اس چندہ خاص میں تین ماہ کا چندہ ماہواری یا چندہ وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ بھی شامل سمجھا جائے۔ گویا ایک ماہ کی آمد ادا کرنے کے ساتھ ہی تین ماہ کا چندہ اور چندہ جلسہ سالانہ بھی ادا سمجھا جائے۔

کس قدر روپیہ آسانی سے جمع ہو سکتا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری جماعت بہت غریب ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اگر جماعت کے تمام احباب نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ اس رقم کو ادا کریں تو دو سے تین لاکھ تک کی رقم آسانی سے جمع ہو سکتی ہے جس سے قرض بھی اتر سکتا ہے اور جلسہ سالانہ اور ماہواری اخراجات بھی ادا ہو سکتے ہیں بلکہ کچھ رقم پس انداز بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ ہر جماعت میں کمزور بھی ہوتے ہیں اور معذور بھی اور پھر کئی لوگ اس طرح پراگندہ ہیں کہ ان سے چندہ وصول کرنا مشکل ہے اور کئی جماعتیں اور افراد نئے ہیں کہ ان پر ایسے بوجھ کو باصرار نہیں ڈالا جا سکتا اس لئے یہ سمجھنا چاہئے کہ اگر احباب اخلاص سے کوشش

کریں تو سوا لاکھ روپیہ آسانی سے جمع کیا جا سکتا ہے۔ جس میں سے سولہ ہزار جلسہ سالانہ کا خرچ اور اڑتالیس ہزار تین ماہ کا چندہ نکال کر اکسٹھ ہزار کی رقم قرضوں کی ادائیگی کے لئے بچ جاتی ہے۔ اگر کوشش کر کے صدر انجمن بعض جائیدادیں فروخت کر دے تو دس پندرہ ہزار روپیہ اس طرح بھی جمع کیا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح کُل قرض ادا کیا جا سکتا ہے۔ باقی رہی وہ کمی جو آمد کی غیر معمولی کمی سے اس سال واقع ہو رہی ہے اس کا تدارک بجٹ میں کمی کر کے کر دینا چاہئے تا کہ آئندہ قرض نہ بڑھے۔

وہ جو تھک گیا ہمارا دوست نہیں

برادران! مجھ سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے بعض دوست چندے دیتے دیتے تھک گئے ہیں میں ان دوستوں کی رائے کو بالکل غلط سمجھتا ہوں۔ وہ جو تھک گیا وہ ہمارا دوست نہیں۔ ہم چندہ دے کر خدا تعالیٰ پر احسان نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ ہم پر احسان کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کو وصیت سے آزاد رکھا ہے [۳] اس لئے میں وصیت کرنا خلافِ شریعت سمجھتا ہوں لیکن اس شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان کیا ہے اوسطاً پانچواں حصہ اپنی آمد کا چندوں اور لِلّٰہی کاموں میں خرچ کرتا ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ بلکہ میں تو گھر کے خرچ کے لئے جو قرض لیتا ہوں اس میں سے بھی چندہ ادا کرتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اپنی ضرورتوں کیلئے قرض لیتے ہیں تو خدا تعالیٰ کیلئے قرض کیوں نہ لیں۔ حق یہی ہے کہ اگر ہم مالی قربانی جو سب سے ادنیٰ قربانی ہے پوری طرح نہیں کر سکتے تو دوسری قربانیاں جو اس سے زیادہ ہیں کب کر سکیں گے۔

ملازموں کیلئے آسانیاں

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دن سخت تنگی کے ہیں لیکن ملازموں کے لئے یہ دن آرام کے بھی ہیں کیونکہ ان کی آمدنیاں وہی اور اخراجات بوجہ ارزانی کے کم ہو گئے ہیں۔ پس اس طبقہ کو خصوصاً سلسلہ کی مالی خدمات میں پہلے سے زیادہ حصہ لینا چاہئے۔

زمینداروں اور تاجروں سے

لیکن زمینداروں اور تاجروں کو بھی یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ وہ تنگی میں ہیں اس لئے خدا تعالیٰ کے حضور میں وہ بُری ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ

وَالضَّرَّآءِ [۴] اے لوگو اپنے رب کی مغفرت کے حصول کے لئے اور اس جنت کے حصول کے لئے جس کی قیمت آسمان اور زمین کے برابر ہے اور جو ان متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو تنگی اور فراخی دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' جلدی سے قدم بڑھاؤ۔

اسی طرح فرماتا ہے وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ [۵] انصار کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کاموں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ خواہ وہ خود تنگ حال ہی کیوں نہ ہوں۔

پس اصل ایمان یہی ہے کہ انسان مشکلات کے وقت میں بھی اپنی طاقت کے مطابق قربانی کرے کیونکہ اسی وقت تو اس کے امتحان کا وقت آتا ہے ورنہ کشادگی میں تو لوگ تماشوں اور کھیلوں پر بھی بڑی بڑی رقوم خرچ کر دیتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس اعلان کے پہنچتے ہی ہر جگہ کی جماعتیں فوراً اس اعلان کے مطابق تین ماہ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۳ حصہ برابر تین ماہ تک بیت المال میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں گی اور اس امر کی مستحق بنیں گی کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی ایک اجر ہے اور ایک قربانی دوسری قربانی کے لئے راستہ کھول دیتی ہے۔

دعا

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے اس تحریک کو ختم کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے میری بات میں اثر دے اور احباب کے دلوں کو اخلاص اور ایمان سے بھر دے کہ میں جو اُن کا امام ہوں اور وہ جو میرے مقتدی ہیں سب کمزور انسان ہیں اور غلطیوں کے شکار۔ اسی کا فضل ہمیں سلسلہ کے بارِ عظیم کو اُٹھانے کی توفیق دے۔ اور اسی کے فضل سے ہم حقیقی مؤمن بننے کے قابل ہونگے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

نوٹ:۔ ضروری ہے کہ پہلی قسط ہندوستان کی ہر جماعت کی پندرہ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جائے اور آئندہ دونوں ماہ میں بھی پندرہ تاریخ تک قسط پہنچ جایا کرے۔

خاکسار

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

۲۳۔ اگست ۱۹۳۱ء

(الفضل ۲۹۔ اگست ۱۹۳۱ء)

---

[۱] العنکبوت: ۳ [۲] البقرۃ: ۱۵۶

۳؎ ''میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ان کو شرائط کی پابندی لازم ہوگی''۔
(ضمیمہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۷)

۴؎ آل عمران: ۱۳۵،۱۳۴ ۵؎ الحشر: ۱۰